حکیم عبدالرحمٰن خلیق بدوہلی

عمرو بن العاص رضؓ

وُہ مجرم جس نے کوئی جُرم نہیں کیا

جس کی تاریخی عظمت سیاسی اور گروہی تعصّب کی نذر ہو گئی

○

شیعانِ علی کی خدمت میں :

اپنی بات کو ختم کرنے سے قبل ایک بات ہم شیعانِ علیؓ سے بھی بالخصوص کہنا چاہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت تو ہر مُسلمان کے ایمان کا جزو ہے مگر کیا حضرت علیؓ سے محبّت رکھنے کا تقاضا یہ بھی ہے کہ دُوسروں سے نفرت روا رکھی جائے۔

حضرت علیؓ کے مراتب کی بلندی ایک حقیقت ہے وُہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور انہیں اسی دُنیا میں جنّت کی نوید مل چکی ہے مگر کیا علیؓ کی اس عظمت کا اعتراف کرنے کے لئے دُوسروں کی تذلیل و تنقیص بھی ضرُوری ہے - ؟

حضرت علیؓ کی فضیلت برحق ہے مگر کیا اُن کی فضیلت کا قصرِ رفیع دُوسروں کی توہین و تحقیر کے مسالہ سے استوار ہُوا ہے اور یہ اُس وقت تک قائم ہی نہیں ہوتی جب تک دُوسروں کو سب و شتم کا نشانہ نہ بنالیا جائے ؟

اسلام کی تاریخ میں بہتیرے ہی لوگ ایسے گزُرے ہیں جن کی فضیلت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی زبان الہام ترجمان سے وارد ہُوئی ہے تو کیا کسی دُوسرے کو فضیلت کا حامل مان لینے سے حضرت علیؓ کی فضیلت ختم ہو جاتی یا اس کے لئے کوئی شدید خطرہ پیدا ہو جاتا ہے ؟ اگر ایسا نہیں ہے اور حضرت علیؓ ہر حال میں ہی امت کے محبُوب ہیں اُن کے مراتب کی بلندی فی نفسہ بھی قائم ہے

خدا ورسول اور خادمانِ دینِ حق کے خلاف جن کی بزرگی جن کی فضیلت، جن کی عظمت اور جن کا ایمان و ایقان منصوص بہ کلام الٰہی ہے بدگمانی کرکے اپنی اخروی حیات کو مہالک کے سپرد کر دینا عقل و ایمان کی کس میزان میں پورا اترتا ہے؟ کیا آپ نے کبھی غور فرمایا کہ آپ کی یہ سوچ بلاواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت کی توہین ہے! اور صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاق کی بات کرنا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمانی فراست پر براہ راست حملہ ہے اور اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ آپ نے تو صدہا برس کی مسافت سے بھی اُن لوگوں کے ایمان کی کمی اور کوتاہی کو بھانپ لیا ہے مگر صاحبِ وحی اور حاملِ قرآن پاک حضور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اتنی نارسا اور سطحی تھی کہ خود اپنی مجلس میں شب و روز جمع رہنے والے لوگوں کے دل تک بھی نہ اُتر سکی۔ ؎

خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بہ گریباں کہ اسے کیا کہیے

اور جہاں تک صحابہ کے باہمی مشاجرات اور شکر رنجیوں کا تعلق ہے یہ معاملہ صرف شیعانِ علی رضؓ سے ہی خصوصی تعلق کا حامل نہیں یہ سب مسلمانوں کا مشترک درد ہے اور اس سے ہر حساس قلب دردمند ہے۔ پھر یہ جھگڑے اور لڑائیاں اس دنیا میں کچھ صحابہؓ سے ہی مخصوص نہیں ہیں کہ ان کی نظیر کہیں دوسری جگہ نہیں ملتی یہ جھگڑے ہمیشہ ان کی حیات کا جزو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ ہمیشہ بنے رہیں گے۔

صحابہ بھی انسانی برادری کے ہی افراد ہیں وہ انسانی فطرت کے تقاضوں سے ماورٰی نہیں تھے، اور سب جانتے ہیں کہ تصادم ذی روح کی فطرت ہے اور اس کو بدلا نہیں جاسکتا کہ لا تبدیل لکلمات اللہ ایک اٹل حقیقت ہے۔

ایسے میں اگر کبھی علیؓ اور ابوبکرؓ میں بھی بات چل گئی یا عمرؓ اور علیؓ نے باہم دگر اختلاف کیا اور یہ بات کبھی زیادہ بھی بڑھ گئی تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟

تصادم اگر علیؓ اور عباسؓ کے درمیان قابلِ اعتراض نہیں ہے تو علیؓ سے کسی دوسرے مسلمان کا بھڑ جانا کیوں کفر بن گیا جبکہ حضرت عباسؓ حضرت علیؓ کی شان میں ایسے ثقیل

الفاظ استعمال کئے تھے کہ اُن کے ابتذال کی وجہ سے بعض محدثین نے ان کی سندی صحت کے باوجود اُنہیں اپنے ہاں محفوظ نہیں کیا۔

بخلاف ازیں دُوسرے کسی بھی مخالفِ علیؓ مُسلمان کی زبان سے حضرت علیؓ کے حق حضرت عباسؓ کے سے الفاظ استعمال نہیں ہُوئے، حضرت علیؓ اور دُوسرے بزرگوں کے مابین جو تصادم رونما ہُوئے ہیں وُہ اکثر ہی غلط فہمیوں کی پیداوار ہیں اور اس امر کا احساس خود متحارب فریقین کو بھی تھا چنانچہ تاریخ نے بعض بزرگوں کے یہ اقوال بھی نقل کئے ہیں کہ ہم نہیں جان سکے کہ اس جنگ میں ہمارا قدم سیدھی راہ پہ ہے یا ہم نے غلط سمت کو اختیار کر لیا ہے، حضرت زبیرؓ سے سوال کیا گیا کہ آپ تو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے انعقاد کے موقعہ پر حضرت علیؓ کی حمایت میں تلوار لہرا لہرا کر بات اُٹھاتے تھے مگر آج آپ نے علیؓ کے مخالف راہ کیوں اختیار کی ہے تو اُنھوں نے فرمایا میں علیؓ کا آج بھی ہرگز مخالف نہیں ہوں میں تو صرف خُونِ عثمانؓ کا بدلہ مانگتا ہوں ۔ (طبری)

تو ایسے میں آپ کا کسی ایک فریق کی حمایت اور دُوسرے کے لئے معاندت، خصومت اور دُشمنی کے جذبات لے کر میدان میں اُتر آنا اور بے سبب ہی گڑے مُردے اکھاڑنا اور پھر دُوسروں کو بھی غلط باتوں کی تردید کی مجبُوری پیدا کر کے ایک تکلیف دہ اور ناگوار بحث میں گھسیٹ لانا خدمتِ دینِ حق کی کونسی قسم ہے ؟ آپ نے کبھی یہ بھی سوچا کہ آپ جو بلا کسی اشتعال اور سبب کے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے حق میں سب وشتم کرتے ہیں تو اس کے ڈانڈے خوارج سے جا ملتے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں گالیوں کا دخل و عمل اُنھی کی ایجاد ہے ورنہ اس سے قبل بطور کسی عقیدہ اور بطور کسی باقاعدہ مہم کے گالی کو کسی بھی معقول معاشرہ میں کبھی رسُوخ حاصل نہیں ہو سکا تھا، گالی آج بھی خوارج اور روافض کا ہی شعار ہے اور یہ ایک دردناک اتفاق ہے کہ ان دونوں کی ابتدا بھی شیعانِ علیؓ کی شکل میں ہی ہُوئی ہے۔

سب ہی جانتے ہیں کہ شیعانِ علیؓ کا ایک گروہ جنگِ صفین کے نتیجہ میں "معاہدہ تحکیم" سے ناراض ہو کر حضرت علیؓ سے کٹ گیا تھا ان کا موقف یہ تھا کہ علیؓ نے امرِ حق میں ثالثی قبول کر کے قرآن کریم کے خلاف کیا ہے یہی لوگ ہیں جو خوارج کہلاتے ہیں یہ پہلے حضرت عثمانؓ حضرت

معاویہ رضؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو ہی گالیاں دیتے تھے اب انھوں نے اِن کے ساتھ حضرت علیؓ کو بھی شامل کر لیا اور انہیں بھی بھرپور گالیاں دینے لگے۔ گویا جب کیچڑ ہی اُچھالنا ہے جب تبرّا ہی کہنا ہے جب گالیاں ہی دینی ہیں جب سب و شتم ہی کرنا ہے تو عمرؓ کیا اور علیؓ کیا گالی کوئی ایسی شئی تھوڑی ہی ہے جو عمرؓ کو تو بخطِ مستقیم پہنچ جاتی ہے مگر علیؓ کی طرف جاتے راہ بھول جاتی ہے۔!

پس کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ شیعانِ علیؓ بھی اب زمانہ کے تقاضوں کو سمجھیں اور خوارج کی تقلید کو ترک کر کے تبرّا سے اظہارِ برأت کریں اور اس طرح اُمت کے قدیم فساد کی بُنیادوں کو توڑ کر ملت کے اتحاد کو قریب تر لانے میں ممد و معاون بنیں ؎

من آنچہ شرطِ بلاغ ست با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال ،

کچھ اپنے مورّخین سے :

شیعی ذرائع سے آنے والی روایات اگر صحیحین کی شرائط پر اپنی سند کی صحت کا یقین دلا سکیں تو اُن سے تمسّک ناجائز نہیں ہے اور ہمارے ہاں اہل السنۃ میں ایسی صدہا روایات پہلے بھی متداول ہیں مگر بے سند اور گروہی تعصب کی پیداوار روایات جو محض محفل کو سجانے کے لیے ہی تخلیق دی گئی ہیں اور جن کے مضامین تاریخ کی بجائے واضعین کے اپنے جذبات کا قلمی خاکہ ہیں کسی تحقیق کے بغیر اُن کا قبول کر لینا ایک ایسی بے احتیاطی ہے جسے بے احتیاطی کہنا محض ادباً ہی دُرست ہو گا، ورنہ درحقیقت فرض ناشناسی ہے، غیر ذمہ داری ہے، اپنے منصب کی تضحیک ہے، فن کی بے آبروئی ہے، اپنی جگ ہنسائی ہے اور تاریخ سے مذاق ہے۔

"طبری" اور "ابن سعد" ایسے مصنف اور اُن کی تصنیفات کسی بھی قوم کے لیے موجبِ فخر و ناز ہیں کیونکہ ایسے ذہین محنتی اور ان تھک کام کرنے والے لوگ ہی قوموں کی کشتِ ملت کے لیے پانی اور کھاد مہیا کرتے ہیں، یہ لوگ بے ریب ملت اسلامیہ کی دھ

ہیں اور اُن کی مصنفات اُن کے اس مقام پر شاہد ناطق ہیں مگر خوب یاد رہے کہ یہ کوئی الہامی کتابیں نہیں ہیں جن کی روایات کو بلا چون و چرا بلا حیل و حجت من و عن اور جُوں کا توں تسلیم کر لیا جائے اور ان کی صحت و سند پر بلا تحقیق و تدقیق ایمان کی گرہ لگا دی جائے۔

بے ریب وُہ ہمارا قیمتی تاریخی ذخیرہ ہے مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس کی حیثیت ایک قیمتی ذخیرہ سے کچھ بھی زائد نہیں ہے۔

اس ذخیرے میں ہر قسم کا ہی مال ہے اچھا بھی اور بُرا بھی، بڑھیا بھی اور گھٹیا بھی، بیش قیمت بھی اور کم قیمت بھی اُنہیں جو کچھ میسّر آیا انہوں نے بلا تخیل جمع کر کے مستقبل کے سپرد کر دیا ہے اُنھوں نے تاریخی روایات جمع کر دی ہیں ان کو تہہ لکھنے کا کام دُوسروں پہ ڈال دیا ہے۔
بلا ریب وُہ تاریخی روایات پر مشتمل مبسُوط کتابیں ہیں مگر وُہ مربُوط نہیں ہیں اُن کے فاضل مصنفین نے انھیں جرح و تعدیل کے آداب کو ملحوظ رکھ کر نہیں لکھا بلکہ جمع و ترتیب کی ضرورتوں کے پیشِ نظر تصنیف کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اُنہوں نے اکثر ایک ہی واقعہ کے متعلق متضاد اور متخالف خبروں میں تطابق و توافق کی کوئی کوشش نہیں ہے اور کسی تاویل یا توجیہ سے اُن کے اختلاف کو دُور کرنے پر توجہ نہیں دی بس جو مہیّا ہو سکا لے کر پیش کر دیا اور کھوٹے کھرے کی پہچان کا کام آنے والے لوگوں کے سپرد کر دیا اور بے ریب تاریخ کے ان قیمتی ذخیروں کے اس پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

مگر افسوس ہے کہ ہمارے مورّخین نے اپنی تصنیفات کے ماخذوں کا یہ پہلو اکثر پیش نظر نہیں رکھا اور یوں غیر شعوری طور پر خود اپنے ہاتھوں ہی اپنی تاریخ کا چہرہ مسخ ہو کر رہ گیا، تاریخ بلا شبہ بے حد تابناک تھی مگر بے احتیاطی نے مشاطگی کی بجائے اس حسینہ کے بال نوچ دیئے ہمارے اکثر مورّخین نے اپنے بزرگوں کی تاریخ کی ترتیب میں تاریخ کی بجائے اپنے جذبہ کی پیروی کی ہے اور اس طرح گو اُنہوں نے اپنے اطمینان کا سامان تو مہیّا فرما لیا لیکن تاریخ سے انصاف نہ کیا جا سکا اُنہوں نے اپنے ڈھب کی روایات چُن لیں مگر دُوسرے پہلو کو نظر انداز کر دیا اور یہی پہلو دراصل زیادہ قابل توجہ تھا اور مناسب تھا کہ وُہ اُسے پیشِ نظر رکھتے اور اُن روایات کو جو اُن کے موضوع سے اور اُن کے خیالات سے متفق نہیں

تھیں یا انھیں اپنے ساتھ ہموار کرتے یا اُن کی تغلیط فرماتے تاکہ اُن کے خیالات سے اختلاف رکھنے والے کو اُن کے خلاف قلم اُٹھا کر نئی اختلافی رائے کھولنے کی ہمت یا ضرورت نہ رہتی۔

تاریخ میں عقیدت یا محبت، بُغض اور نفرت جانب داری اور چشم پوشی کا کوئی مقام نہیں ہے اور افسوس ہے کہ ہمارے تاریخ نویسوں نے اکثر ہی یہ احتیاط ملحوظ نہیں رکھی اور تاریخ کو یا بُغض کے تابع کر دیا ہے یا محبت کے، اُسے تاریخ نہیں رہنے دیا، علیؓ اور معاویہؓ پر قلم اُٹھایا تو سُنّی مورخ نے رکھ رکھاؤ سے کام لیا اور شیعہ نے بُغض و محبت کی راہ اختیار کی حسینؓ اور یزید کی بات چلی تو یہاں بھی وہی قصہ گذرا تاریخ کا پہلو نظر انداز ہو گیا اور صرف حسینؓ اور یزید ہی سامنے رہے دونوں کے متعلق جو کچھ لکھا تاریخ کی بجائے وُہ اپنے جذبات اور خیالات تھے جن کو اپنے ڈھب کی تاریخی روایات کی مدد سے قلمبند کر دیا گیا ہے۔ اور بلا تحقیق اخذ دیانت اور قبول و صول کچھ عام مصنفین اور مورخین تک ہی محدود نہیں بلکہ یہاں بڑے بڑے ائمہ فن اور بلند پایہ علماء سے بھی یہی بے احتیاطیاں وقوع میں آتی ہیں کہ انھوں نے ارادہ تاریخ کو منضبط کرنے کا ہی کیا تھا مگر جب لکھنے بیٹھے تو ایک ایسی چیز لکھ کر پیش کی جسے جذبات کے قلم اور عقیدت کی روشنائی کی مدد سے ترتیب دیا گیا تھا۔

دوست کا تذکرہ ہُوا تو قلم کو دوست کے ساتھ ہموار کر دیا اور اگر زیر بحث وُہ شخص ہُوا جس سے دل جھک نہ سکا تھا تو قلم درکف دشمن کی صُورت بن گئی، علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا مقام کتنا اُونچا ہے وُہ ایک قد آور علمی شخصیت ہیں حکماء میں علماء میں مفسرین میں مورخین میں وُہ ہر جگہ ہی میر مجلس ہیں لیکن تاریخ کا عنوان اُنھیں بالکل راس نہیں یہاں ان کی ثقاہت یکسر اپاہج ہے اور وُہ ایسی ایسی بے تکی قبول کر لیتے ہیں کہ شبہ گذرتا ہے سیوطیؒ نہیں کوئی اور بزرگ ہیں ابو الکلامؒ اس دور کے ابن تیمیہؒ ہیں مگر حضرت حسینؓ کی تاریخ رقم کرتے اُنہیں بھی اپنا آپ بھول گیا ہے اور وُہ ہر بے تکی بات، ہر بے سند روایت اور مجہول راوی تک کو قبول کرتے نکل گئے ہیں اُنھوں نے صرف حضرت حسینؓ کو ہی لکھا ہے ان کی تاریخ نہیں لکھی وُہ ابن سعد اور طبری سے بس نقل ہی کرتے چلے گئے ہیں اور اسی پہ بات ختم کر دی ہے وُہ خانوادۂ

نبوت کی محرمات اور رسول علیہ السلام کی بیٹیوں اور نواسیوں کے نام سے محض ابو مخنفوں اور واقدیوں کے کہے سے ہی ایسے ایسے دل خراش بین واویلے اور ہائے وائے لکھتے چلے گئے ہیں کہ اُن کی روشنی میں خانوادۂ نبوت سے بڑھ کر کوئی دوسرا بے صبر اور بے حوصلہ نہ ہوگا

طبری ابن سعد اور مسعودی کے راویوں کی بے دردی تو قابل فہم ہے لیکن ابوالکلام ایسے محقق اور متبحر عالم کے قلم سے ان ناکردنیوں اور ناگفتنیوں کی تصدیق بے حد حیرت ناک ہے

تعجب ہے کہ وُہ بالکل ذاکرین اثار دلدوز بین اور زہرہ گداز نالے بنت فاطمۃ الزہرا حضرت زینب کے نام سے تاریخ کا حوالہ دے کر بے دریغ لکھ گئے۔

وُہ اس وقت اس عالم میں موجود نہیں اللہ تعالیٰ انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے ان کی قبر کو نور سے اور اُن کو اُن کی بہترین خدمات ملک و دین کی بہترین جزا عطا فرمادے

میری اُن سے خط و کتابت بھی رہی ہے، اگر وُہ ہوتے تو میں اُن سے ضرور پوچھتا کہ خانوادۂ نبوت کی وُہ خواتین جن کا سب سے بڑا سرمایہ سنتِ رسُول کی پیروی حق گوئی اور حق شناسی ہے اور جن کا اسوہ امت کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لئے راہ حق و صداقت میں اسوۂ رسُول کا پرتو ہے اگر اُن کی بے صبری، بے حوصلگی اور بے احتیاطی کا یہ عالم ہے جو آپ نے طبری اور ابن سعد کی زبان سے امت کی بیٹیوں کے سامنے ظاہر کیا ہے تو پھر اس آیت میں خطاب کن لوگوں سے ہے جو فرمایا:—

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اسْتَعِینُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِینَ [۱]

اور وُہ کون لوگ ہیں جن سے کہا گیا تھا کہ:—

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ

اور پھر اس نوید کا کون محل ہیں کہ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ [۲] اگر خانوادۂ رسُول علیہ السلام کے افراد بھی اس زمرہ میں نہیں آتے تو وُہ اور کون لوگ ہیں جن کی تعریف میں فرمایا گیا تھا کہ

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ [۳]

پھر اگر ذیل کی رحمتیں خانوادۂ رسُول کی خواتین کا حصّہ نہیں تو ان کا محل اور کون ہو سکتا ہے جو

---

[۱] البقرہ [۲] البقرہ [۳] البقرہ

فرمایا کہ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ اور پھر وہ کون لوگ ہیں جن کے حق میں فرمایا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۔

پھر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دام ظلہٗ نے شہید کربلا کے نام سے ایک رسالہ رقم فرمایا تو اپنے تمام تر تبحرِ علمی اور تمام تر ثقاہت کے باوجود وہی کچھ نقل کر دیا جو مولانا مرحوم نے تحریر فرمایا تھا اور اگر کچھ اضافے فرمائے تو وہی حسنِ محفل کا سامان کہ جن کی نہ سند صحیح ہے نہ روایت معقول اور اکثر ہی اُن روائتوں سے کام لیا ہے جن کو محرم کی شیعہ مجالس میں سامان نالہ و شیون بنا کر اُچھالا جاتا ہے۔

ہمارے واجب الاحترام مؤرخین اگر رنجیدہ نہ ہوں تو میں اُن سے عرض کروں گا کہ یہ راہ آپ کے شایانِ شان نہیں کیونکہ آپ کی علمی سطح سے ہموار نہیں ہے آپ کا منصب دشمنانِ حق کی سازشوں کو توڑنا ہے، اُن کے لئے فضا کو ہموار کرنا نہیں ہے۔ غلط بات کو جرأت کے ساتھ غلط کہئے اور صحیح کی صحت کی حفاظت کیجئے۔ صحابہ سے عناد کا عقیدہ ملت کے انتشار کی بنیاد ہے اور اس عقیدہ کو اسی غرض سے ہی تخلیق بخشی گئی تھی آپ کو صحابہ کی رِدائے تقدس سے اس غبار کو جھاڑنا ہے اور گرد و غبار کی ان دبیز تہوں کو دُور کرنا جن کی وجہ سے ان مقدسین کے وجود سے کراہت وابستہ ہو چکی اور ہم اب اپنوں کو بھی اپنا نہیں سمجھ رہے اور اگر اپنا سمجھتے ہیں تو اُس کا ناک نقشہ وہی ہے جو اُسے اغیار نے بخشا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اتحاد کو قائم کرنے کے اسباب پیدا کرے اور اُن بنیادوں کو مسمار کر دے جن کی وجہ سے یہ ملت ٹکڑوں میں بٹی ہے اور گروہوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے ۔

اُٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر پیدا کریں
نفسِ سوختۂ شام و سحر پیدا کریں

☆